اُس کو دور کرنے کی کوشش میں طوق وسلاسل، اور قید وبند کی مطلق پروا نہیں کرتے۔ اُن کے عزم آہنیں اور اُن کے جذبۂ خلوص و ایمان کے اظہار میں "مصلحت اندیشی" یا نام نہاد "عاقبت شناسی" پر پشہ کے برابر بھی حاجب و مانع نہیں ہوتی، دراصل اسی نوع کے ارباب عزیمت ہیں جنہوں نے ہر دور میں اسلام کی عزت وآبرو کی حفاظت اپنی جانوں سے کی ہے اور آج بھی اُسے بہت سے فصیح و بلیغ مقرروں، ہنگامہ پرواز مقالہ نگاروں اور خانہ نشین بزرگوں سے کہیں زیادہ بڑھ کر ایسے ہی مجاہدین و ابطال کی ضرورت ہے۔

عشقِ نبرد پیشہ طلبگار مرد تھا دھمکی میں مرگیا جو نہ باب نبرد تھا

اینگلو عربک کالج دہلی

دہلی عرصۂ دراز تک مسلمانوں کا دار الحکومت رہی ہے، یہاں اسلامی علوم وفنون کے چشمے اُبلے۔ ہندوستانی مسلمانوں کے مخصوص تہذیب وتمدن نے یہیں ترقی پائی اور میر تقی میر کے بقول یہی وہ شہر تھا کہ

رہتے تھے منتخب ہی جہاں روزگار کے!

لیکن مسلمانوں کے لیے کس درجہ غیرت وافسوس کا مقام ہے کہ آج کل گوناگوں ترقیوں کے باوجود یہاں مسلمانوں کے لیے تعلیم جدید کی کوئی اعلیٰ درسگاہ خود اُن کی اپنی نہیں ہے۔ اس شہر میں دہلی یونیورسٹی کے ماتحت سینٹ اسٹیفنس کالج کے علاوہ ہندوؤں کے دو کالج ہیں جن میں ایم اے تک سب مضامین کی تعلیم ہوتی ہے۔ اور جو مالیہ کی شکایت نہ ہونے کے باعث نہایت کامیابی سے چل رہے ہیں مسلمانوں کا لے دے کے صرف ایک کالج ہے جو اینگلو عربک کالج کے نام سے معروف ہے۔ لیکن اس کی حالت حد درجہ ابتر اور زبوں ہے۔ یہ صرف ڈگری کالج ہے۔ یعنی یہاں بی اے تک کی

تعلیم ہوتی ہے۔ ایم اے کی کوئی کلاس نہیں۔ اپنے نام کی مناسبت سے کالج کے اربابِ حل وعقد نے بار بار چاہا کہ کچھ اور نہیں تو کم از کم عربی اور فارسی کی ایم اے کلاسز ہی کھول دیں لیکن مالیہ کی کمی کی وجہ سے اب تک وہ اپنی اسی تجویز کو عمل میں نہیں لاسکے۔ اب چلتے چلتے ایک نیا شاخسانہ یہ پیدا ہوا ہے کہ اس کالج کا پرنسپل کئی سال سے ایک انگریز تھا جو سات سو روپیہ ماہوار تنخواہ لے رہا تھا پچھلے دنوں کالج کی منتظمہ کمیٹی نے اپنی تنگ دامانی کو پیشِ نظر رکھ کر فیصلہ کیا کہ کالج کے پرنسپل کو ۳۰۰ سے ۵۰۰ تک تنخواہ دی جاسکتی ہے، اس سے زیادہ نہیں۔ مسٹر واکر سات سو سے کم پر راضی نہیں ہوسکتے تھے، اس لیے وہ استعفاء دے کر چلے گئے۔ اس کے بعد کالج کی طرف سے پرنسپل کی جگہ کے لیے اخبارات میں اعلان شائع کیا گیا جس کے جواب میں متعدد درخواستیں موصول ہوئیں۔ کمیٹی نے ان میں سے ایک صاحب کا انتخاب کرلیا لیکن بعض ذمہ دار حلقوں میں اور پبلک میں ان پر بے اعتمادی ظاہر کی گئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اب پھر دوبارہ انتخاب پر غور وخوض ہورہا ہے۔ موجودہ پرنسپل اتفاق سے شیعہ ہیں۔ اس بہانہ سے بعض ناعاقبت اندیشوں نے خواہ مخواہ شیعہ سُنّی سوال پیدا کر کے کالج کی فضا کو اور زیادہ مکدر کرنے کی سعی نامشکور کی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ کالج کے مستقبل پر سنجیدگی سے غور کرنے کی جگہ ہر معاملہ کو شیعہ سُنّی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے اور پارٹی بازی کا ہنگامہ برپا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے کہ ایسے بے مغز سوالات پیدا کرنے والے اصحاب اپنے اس طریق کار سے کالج کی کوئی مفید خدمت انجام دے رہے ہیں۔ ضرورت اس کی ہے کہ شیعہ سُنّی ذہنیت سے صرفِ نظر کر کے کالج کی قدیم روایات کی روشنی میں اصل قابلیت اور لیاقت واہلیت کے معیار پر انتخاب کیا جائے۔ پرنسپل کے لیے دو چیزیں نہایت ضروری ہیں ایک اعلیٰ تعلیمی قابلیت اور دوسرے بہترین انتظامی صلاحیت۔ جس کی وجہ سے وہ کالج میں خاطر خواہ ڈسپلن باقی رکھ سکے اور جو اپنی ذاتی شخصیت و وجاہت کی وجہ سے یونیورسٹی سے کالج کے لیے زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کرسکے۔

اینگلو عربک کالج کہنے کو دہلی کا مقامی کالج ہے لیکن دہلی ایسے اسلامی شہر کے مسلمانوں کی واحد تعلیمی درس گاہ ہونے کی حیثیت سے تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو اس سے دلچسپی ہونی چاہیے اور وہ جس طرح دوسرے قومی اداروں پر خرچ کرتے ہیں، اسی طرح اُن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس کالج کی طرف بھی نظر التفات مبذول کریں اور اس کی مالی حالت اس درجہ مضبوط بنا دیں کہ وہ اپنے لائحہ عمل پر اطمینان کے ساتھ گامزن ہو سکے۔ ہمیں معلوم ہے کہ خوش قسمتی سے اس وقت منتظمہ کمیٹی میں متعدد پرجوش ممبر ایسے ہیں جو اسے ایک اعلیٰ تعلیمی ادارہ بنانا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دینیات اور قرآن مجید کی تعلیم کا خاص اہتمام کرنا چاہتے ہیں لیکن فنڈ کی کمی کی وجہ سے وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ بحکم الاقرب فالاقرب سب سے پہلے دہلی کے ارباب ثروت مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کمیٹی سے تعاون کر کے کالج کو زیادہ سے زیادہ مالی امداد دیں۔ تاکہ دوسری ضروری اصلاحات کے ساتھ ایک اعلیٰ شخصیت کا پرنسپل بھی معقول تنخواہ پر کالج کے لیے حاصل کیا جا سکے۔ کالج اس وقت نہایت نازک مرحلہ سے گذر رہا ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس معاملہ میں بھی تساہل سے کام لیا تو کوئی شبہ نہیں کہ اور دوسری بدقسمتیوں کی طرح یہ کالج بھی مسلمانوں کی بدقسمتی کا ایک نہایت غم انگیز نشان بن کر رہ جائیگا۔